علامہ اقبال اور تالّہ زمان

(۲)

شبیر احمد خاں صاحب غوری ایم اے ایل ایل بی۔ سابق رجسٹرار امتحانات عربی و فارسی (اتر پردیش)

سلسلۂ بحث کا آغاز علامہ اقبال کے مکتوب گرامی مورخہ ۷ مارچ ۱۹۲۹ء سے ہوا تھا۔ جس میں علامہ نے سید سلیمان ندوی مرحوم و مغفور سے دریافت کیا تھا:۔

"شمس بازغہ یا صدرا میں جہاں زمان کی حقیقت کے متعلق بہت سے اقوال نقل کیے ہیں، ان میں ایک قول یہ ہے کہ زمان خدا ہے۔ بخاری میں ایک حدیث بھی اسی مضمون کی ہے لا تسبوا الدھر الخ کیا حکمائے اسلام میں سے کسی نے یہ مذہب اختیار کیا ہے؟ اگر ایسا ہو تو یہ بحث کہاں ملیگی؟" (۱)

مگر سید صاحب بڑی خوبصورتی سے اس استفسار کے جواب کو گول کر گئے اور اس طرح اُس بے پناہ عقیدت کو جو اُن کے ساتھ علامہ کو آخر دم تک قائم رہی (۲) متزلزل ہونے سے بچا لیا۔

قدیم ترین حوالہ بہرحال "تالّہ زمان" کا قدیم ترین حوالہ جس کے متعلق علامہ نے پوچھا تھا۔

"کیا حکمائے اسلام میں سے کسی نے یہ مذہب (تالّہ زمان) اختیار کیا ہے؟"

اسلامی فکر کی تاریخ میں چوتھی صدی ہجری کے اندر ملتا ہے اور اس کا قائل تیسری صدی ہجری سے تعلق رکھتا ہے۔ اس بات کی طرف سابق میں اجمالی طور پر اشارہ کیا جا چکا ہے۔

---

(۱) ماہنامہ صفحہ ۱۵۶

(۲) علامہ اقبال نے خود سید سلیمان ندوی کو لکھا تھا:۔ "علوم اسلامیہ کی جوئے شیر کا فرہاد آج ہندوستان میں سوائے سلیمان ندوی کے اور کون ہے؟" (معارف اکتوبر ۱۹۵۳ء صفحہ ۲۶۴)

سطورِ ذیل میں اسی اجمال کی موعودہ تفصیل پیش کی جا رہی ہے۔

"سالِ زمان" (Apotheosis of Time) کا قدیم ترین حوالہ ابن الندیم (المتوفی ۳۸۵ھ) کی "کتاب الفہرست" میں ملتا ہے اور اس حوالہ کی رو سے اس عقیدہ کا قائل محمد بن الحسین زیدان ہے جو فرقہ باطنیہ کے بانی عبداللہ بن المیمون القداح کا پیشرو تھا۔ عبداللہ بن میمون القداح کا ظہور ۲۷۶ھ میں ہوا تھا جیسا کہ ابو الفضائل یمانی نے لکھا ہے:

"اس تحریک کا آغاز.....کوفہ میں عبداللہ بن میمون القداح کے ظاہر ہونے پر ہوا.....اس کا ظہور ۲۷۶ھ میں ہوا تھا"(۱)

اس لئے محمد بن الحسین زیدان کا زمانہ اس سے پہلے ہی ہوگا کیونکہ مقدم الذکر موخر الذکر کا دست راست تھا اور اس کے مرنے پر تحریک کی سربراہی اسے ہی تفویض ہوئی تھی چنانچہ امام اسفرائنی نے "التبصیر فی الدین" کے اندر فرقہ باطنیہ کے آغاز کار کے بارے میں لکھا ہے۔

"ان (نام نہاد مگر خارج از اسلام) فرقوں میں سترھواں فرقہ باطنیہ کا تھا..... ان لوگوں کا فتنہ (عباسی خلیفہ) مامون الرشید کے زمانہ میں شروع ہوا اور اس کے بعد بھی قائم رہا۔ ان لوگوں کا فتنہ ایک گروہ کی سازش و تدبیر سے شروع ہوا جس میں عبداللہ بن میمون القداح جو حضرت امام جعفر صادقؓ کا آزاد کردہ غلام تھا، محمد بن الحسین المعروف بہ زیدان اور ایک اور جماعت شریک تھی جو چہار بخت کہلاتے تھے اور جو زیدان اور میمون بن دیصان کے ساتھ تھے۔۔ ان میں سے پہلا شخص جو تحریک کا داعی تھا وہ محمد بن الحسین الملقب بہ زیدان تھا"(۲)

---

(۱) کشف اسرار الباطنیہ و اخبار القرامطہ لابی الفضائل الحمادی الیمانی صفحہ ۱۹۶ - ۱۹۷

"اصل ہذہ الدعوۃ..... ظہور عبداللہ بن میمون القداح فی الکوفۃ..... وکان ظہورہ فی سنۃ ست وسبعین ومائتین فی التاریخ للہجرۃ النبویۃ"

(۲) "الفرقۃ السابعۃ عشر منہم الباطنیۃ..... وفتنۃ ھؤلاء ظہرت ایام المامون وھی قائمۃ

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

اسی طرح ابن الندیم فرقہ باطنیہ (جسے وہ مذہب اسماعیلیہ کہتا ہے) کے شروع ہونے کے بارے میں لکھتا ہے۔

"بنو قداح (عبداللہ بن میمون القداح کی اولاد و احفاد) سے پہلے بھی کچھ لوگ مجوسی مذہب اور ایرانی (ساسانی) سلطنت کا تعصب رکھتے تھے اور (اسلام و عرب حکومت کی بیخ کنی کرکے) ان کے دوبارہ بحال کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے جن لوگوں نے عبداللہ (بن میمون القداح) کی اس معاملہ میں معاونت کی ان میں سے ایک شخص محمد بن الحسین الملقب بزیدان کے نام سے مشہور تھا۔ وہ نواحی کرخ کا رہنے والا اور احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے کاتبوں میں سے تھا۔ اس نے اس تحریک کی ابتدا کی اور اس کو کامیاب بنانے کے لیے عبداللہ بن میمون القداح کی مدد کی اور مال و دولت سے اس کی امداد کی..... پھر سلطانی پیش گاہ میں انتقال کرگیا اور اب یہ کاروبار (تحریک باطنیت) عبداللہ بن میمون القداح کی تولیت میں آیا۔" (۱)

بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ سے بعدہ وانما ظہرت فتنتہم عن تدبیر جماعۃ وہم عبداللہ بن میمون القداح وکان مولی جعفر ابن محمد الصادق ومحمد بن الحسین المعروف بزیدان وجماعۃ کانوا یدعون (الجہاربجہ) الذین کانوا مع الملقب بزیدان و مع میمون بن دیصان ...... واول من قام بہا محمد بن الحسین الملقب بزیدان۔" (التبصیر فی الدین للاسفرائنی صفحہ ۱۲۳)

(۱) "وقد کان قبل بنی القداح قریب ممن یتعصب للمجوس ودولتہا ویجتہد لردہا.... وکان ممن دا طاء عبداللہ علی امرہ رجل یعرف بمحمد بن الحسین ویلقب بزیدان من ناحیۃ الکرخ من کتاب احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف ...... فوطاء ہذہ الدعوۃ وظاہر علیہا ابن القداح واسعفہ بالمال..... ثم مات علی باب السلطان والتسق الامر لابن القداح۔" (کتاب الفہرست لابن الندیم صفحہ ۲۶)

محمد بن الحسین زیدان احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کا کاتب تھا، جس کا زمانہ تیسری صدی ہجری کا ثلث اوّل ہے۔ اس لئے غالباً محمد بن الحسین زیدان کی انقلابی و دعوتی سرگرمیوں کا زمانہ بھی یہی ہوگا اور اُس کی فکری کاوشوں کا زمانہ اس سے کچھ پہلے ہوگا۔

اسلام دشمنی اور شعوبیت کے علاوہ محمد بن الحسین زیدان کی مثبت فکری کاوش "قدمائے خمسہ" کا اثبات تھی، چنانچہ ابن الندیم اُس کے تذکرے میں لکھتا ہے:-

"اور یہ شخص ماہر فلسفی، علم نجوم کا حاذق، شعوبی، سلطنتِ اسلام سے سخت بغض و دشمنی رکھنے والا تھا۔ اس کا دین، نفس، عقل، زمان، مکان اور ہیولیٰ کا ثابت کرنا تھا"۔ (۱)

اس طرح "تا ازمان" کے تصور کا قدیم ترین وقت جس کے لیے تاریخ و تراجم کی کتابوں میں حوالہ ملتا ہے، تیسری صدی ہجری کا ثلث اوّل ہے۔

دوسرا قائل اور یہی ابوبکر محمد بن زکریا الرازی کے بلوغ و ظہور کا زمانہ ہے جو "قدمائے خمسہ" کا دوسرا قائل بلکہ اس مذہب کا مجدّد تھا۔ اس نے ۲۲۵ھ میں علی بن ابن الطبری سے، جب وہ رے آیا تھا، طب پڑھی تھی (۲) اور کیونکہ اُس نے حسب تصریح ابن ابی اصیبعہ پیرانہ سالی میں طب کی تعلیم حاصل کی تھی (۳)، لہذا ۲۲۵ھ میں وہ کافی سن رسیدہ رہا ہوگا۔

---

(۱) "وکان ہذا الرجل متفلسفا حاذقا بعلم النجوم شعوبیا شدید الغیظ من دولۃ الاسلام وکان یدین باثبات النفس والعقل والزمان والمکان والھیولیٰ"۔ (الفہرست صفحہ ۲۶۷)

(۲) ابن القفطی نے تاریخ الحکماء میں علی بن ابن الطبری کے تذکرے (صفحہ ۲۳۱) میں لکھا ہے:-

"وجرت لطبارستان فتنۃ خرج لاجلھا الی الرے فقرأ علیہ محمد بن زکریا الرازی"۔

اور طبرستان کا یہ فتنہ تاریخ طبری کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۲۴ھ و ۲۲۵ھ میں واقع ہوا تھا۔

(۳) ابن ابی اصیبعہ نے رازی کے بارے میں اس کے تذکرہ کے اندر لکھا ہے:-

"ولما صناعۃ الطب فانما تعلمھا وقد کبر"۔ (عیون الانباء فی طبقات الاطباء الجزء الاول صفحہ ۳۰۹)

بہر حال رازی بھی "قدمار خمسہ" کا قائل تھا۔ اس کی قدیم ترین شہادت، ابوریحان البیرونی نے "کتاب الہند" میں دی ہے جو غالباً اس نے پانچویں صدی ہجری کے ربع اول میں لکھی تھی۔ اس بات کی دوسری شہادت حکیم ناصر خسرو نے اپنی کتاب "زاد المسافرین" میں دی ہے۔ "قدمار خمسہ" کا مذہب علم کلام کی کتابوں میں "حریانیت" کہلاتا ہے۔ چنانچہ میر سید شریف نے "شرح المواقف" میں ماتن (قاضی عضد الدین الایجی) کے قول:۔

"واثبت الحرنانیون من المجوس قدماء خمسة اثنان منهما لمان حیان وهما الباری والنفس وثلثة لاحیة ولا فاعلة هی الهیولی والفضاء والدهر"(۱)

کی شرح کے اندر لکھا ہے:

"قال الامام الرازی کان هذا المذهب مستوراً فیما بین المذاهب فمال الیه ابن زکریا الطبیب الرازی واظهره وعمل فیه کتاباً سمّٰی بالقول فی القدماء الخمسة"

(امام رازی نے فرمایا ہے کہ یہ مذہب (حریانیت) دیگر مذاہب کے درمیان مندرس اور پوشیدہ ہو چکا تھا۔ مگر ابن زکریا رازی مشہور طبیب کا اس کی جانب میلان ہو گیا۔ لہٰذا اس نے اُسے ظاہر کیا اور اس کے متعلق "القول فی القدماء الخمسہ" کے نام سے ایک کتاب لکھی)

غرض رازی اور محمد بن الحسین زیدان دونوں ہی "قدماء خمسہ" کے مذہب کے قائل تھے۔ دونوں ہمعصر تھے، اگرچہ یہ نہیں معلوم کہ ان میں بڑا کون تھا۔ ویسے غالباً زیدان کی وفات

---

(۱) مجوس میں سے فرقہ حرمانیہ نے پانچ قدیموں کو ثابت کیا ہے: ان میں سے دو عالم اور حی ہیں اور وہ باری تعالیٰ اور نفس کلی ہیں اور تین نہ حی ہیں اور نہ عالم اور وہ ہیولیٰ فضائے مطلق اور دہر ہیں۔

رازی سے پہلے ہوئی تھی(۱) لیکن حتمی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ "قدماء خمسہ" کے عقیدے میں ان دونوں کا باہمی تعلق کیا تھا، آیا محمد بن الحسین زیدان نے یہ عقیدہ محمد بن زکریا الرازی سے اخذ کیا تھا یا رازی نے زیدان سے یا پھر دونوں نے کسی اور قدیم مشترک مآخذ سے۔

رازی اور حرّانیت| جو بھی صورت حال رہی ہو حسب تصریح امام فخرالدین رازی (بحوالہ "شرح المواقف") ابوبکر زکریا رازی نے "قدماء خمسہ کے اثبات" کے موضوع پر ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام انھوں نے "القول فی القدماء الخمسہ" بتایا ہے۔ مگر رازی کی کتابوں کی فہرست میں اس نام کی کسی کتاب کا ذکر نہیں ہے۔ محمد بن زکریا الرازی کی تصانیف کی متعدد فہرستیں ہیں۔ ان میں سے قدیم ترین وہ ہے جو ابن الندیم نے "کتاب الفہرست" میں دی ہے اور جس کے مستند ہونے کے متعلق وہ کہتا ہے:۔

"منقول من فہرستہ"(۲)

اور جس کے جامع ہونے کے متعلق وہ آخر میں لکھتا ہے:۔

"ثم ما وجد من فہرست الرازی" (۳)

غالباً اسی فہرست کو بعد میں ابن القفطی نے "اخبار العلماء باخبار الحکماء" میں اور ابن ابی اُصیبعہ نے "عیون الانباء فی طبقات الاطباء" میں نقل کر دیا ہے۔ تینوں فہرستیں بڑی

---

(۱) محمد بن الحسین زیدان غالباً ۲۷۶ھ سے پہلے مر چکا تھا کیونکہ عبداللہ بن میمون القداح کا ظہور اسی سن میں ہوا تھا اور حسب تصریح ابن الندیم زیدان کے مرنے پر عبداللہ بن میمون القداح کو تحریک کی سربراہی تفویض ہوئی تھی۔ دوسری جانب تحقیقات جدیدہ کی رو سے ابن زکریا الرازی کا سالِ وفات ۳۱۳ھ ہے۔

(۲) فہرست ابن الندیم صفحہ ۴۱۶

(۳) ایضاً صفحہ ۴۲۰

طویل ہیں، مگر کسی میں امام فخرالدین رازی کی بتائی ہوئی "القول فی القدماء الخمسہ" نہیں ہے۔ ویسے رازی (محمد بن زکریا) نے ان "قدماء خمسہ" میں سے ہر ایک پر مستقل کتابیں لکھی ہیں:۔

اثبات باری تعالیٰ : کتاب فی ان للعالم خالقاً حکیما

اثبات نفس : کتاب فی النفس الصغیر،
کتاب فی النفس الکبیر۔

اثبات مکان وزمان : کتاب فی المدۃ وھی الزمان و فی الخلاء والملاء وھما المکان،
کتاب علۃ جذب حجر المغناطیس للحدید وفیہ کلام کثیر فی الخلاء۔

اثبات ہیولیٰ : کتاب کبیر فی الھیولیٰ،
کتاب فی الھیولیٰ المطلقہ،
کتاب فی الرد علی المسمعی المتکلم فی ردہ علی اصحاب الھیولیٰ،
کتاب فی اتمام ماناقض بہ القائلین بالھیولیٰ (۱)

مگر ان تصانیف کے عنوانوں سے یہ کسی طرح ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ (سوائے باری تعالیٰ کے) ان کے "تالہ"، یا قدیم ہونے کا قائل تھا۔ یہ بات حکیم ناصر خسرو نے اپنی کتاب "زاد المسافرین" میں صاف کردی ہے۔ وہ لکھتا ہے:۔

"و محمد بن زکریا پنج قدیم ثابت کردہ است یکے ہیولیٰ و دیگر زمان و سہ دیگر مکان و چہارم نفس و پنجم باری" (۲)

کچھ اسی قسم کی بات ابوریحان البیرونی نے رازی کے بارے میں "کتاب الھند" کے اندر لکھی ہے (۳) جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

---

(۱) عیون الانباء فی طبقات الاطباء الجزء الاول صفحہ ۳۱۵ و مابعد۔
(۲) زاد المسافرین صفحہ ۹۸
(۳) کتاب الھند صفحہ ۱۴۳

رازی کے تالہ زمان کے مآخذ: مورخین عموماً ابوبکر محمد بن زکریا الرازی کے خیالات کی تصویب نہیں کرتے، چنانچہ قاضی صاعداندلسی نے لکھا ہے:-

"ان الرازی لم یوغل فی العلم الالٰھی ولا فھم غرضه الاقصی فاضطرب لذلک رایه وتقلد آراء سخیفة وانتحل مذاھب خبیثة وذم اقواماً لم یفھم منھم ولا اھتدی سبیلھم"(۱)

رازی نے نہ تو علم الالٰھیات کا اچھی طرح مطالعہ کیا اور نہ اس کی غرض و غایت ہی کو سمجھا اسی وجہ سے اس باب میں اس کی رایوں میں اضطراب ہے۔ اس نے سخیف رایوں کی تقلید کی اور خبیث مذاہب کی پیروی کی نیز ایسی اقوام کی مذمت کی جن کی افکار وہ نہ سمجھ سکا اور نہ اس کی طرف اسے توفیق ہوئی۔

بالفاظ دیگر وہ اسلام بیزار فکری تحریکوں یا غیر اسلامی فکری نظاموں سے متاثر تھا اور اپنے فکری بدعات و منفردات کے لیے انھیں کو مآخذ بنائے ہوئے تھا۔ یہ مآخذ یہ بتائے جاتے ہیں۔

(الف) ابوریحان البیرونی نے لکھا ہے کہ رازی نے یہ مذہب (اثبات قدمائے خمسہ بالخصوص "تالہ زمان") اوائل حکمائے یونان سے اخذ کیا تھا، چنانچہ وہ "کتاب الھند" میں لکھتا ہے:-

"باب سی و دوم مدت و زمان مطلق نیز عالم کی تخلیق اور فنا کے بارے میں:-

محمد بن زکریا الرازی نے اوائل حکمائے یونان سے پانچ اشیاء کے قدیم ہونے کی حکایت کی ہے، وہ باری سبحانہ، نفس کلی، ہیولی، مکان مطلق اور زمان مطلق ہیں اور اس نے اسی مآخذ پر اپنے مخصوص مذہب کی بنیاد رکھی ہے"(۲)

---

(۱) طبقات الامم صفحہ ۵۳

(۲) "لب فی ذکر المدة والزمان بالاطلاق وخلق العالم وفنائه: قد حکی محمد بن زکریا الرازی عن اوائل الیونانیین قدمة خمسة اشیاء منھا الباری سبحانه ثم النفس الکلیة ثم الھیولی ثم المکان ثم الزمان المطلقان وبنی ھو علی ذلک مذھبه الذی تاصل عنده" (کتاب الھند ص۱۶۳)

اُس کے بعد اُس نے زمان اور مدت میں تدقیق کی ہے کہ ان میں سے ایک پر عدد واقع ہو سکتا ہے[1] مگر دوسرے پر نہیں۔ لیکن اس کی تفصیل یہاں موضوع زیر بحث سے دور لے جائیگی۔

مگر یونانی فلسفہ کی موجودہ تواریخ کے اندر "قبل سقراطی دور" (Pre-Socratic period) میں کسی مفکر کے بارے میں یہ نہیں ملتا (الا قدیم یونانیوں کی دیو مالا کے) کہ وہ "تالزمان" کا قائل تھا۔ خدا جانے حکمار اسلام کو یہ حکایت کہاں سے ملی۔ متاخرین میں ملا محمود جونپوری بھی "تالزمان" (زمانہ کے قدیم اور واجب الوجود ہونے کے عقیدے) کو اوائل حکمار یونان (قبل نضج الحکمۃ) ہی کی طرف منسوب کرتے ہیں[2]

(ب) ناصر خسرو نے لکھا ہے کہ اس باب میں رازی کا استاد ابو العباس ایرانشہری تھا اور رازی نے اسی کا اتباع کیا ہے۔

---

(۱) "فرق بین الزمان وبین المدۃ بوقوع العدد علی احدہما دون الآخر" کتاب الملند صفحہ ۱۰۳

یہ تدقیق پڑھنے کے بعد برگسان (اور اس کی تبعیت میں علامہ اقبال) کی تدقیق کی طرف خیال جاتا ہے جو انھوں نے "پیمائشی زمان" (Serial time) اور "زمان خالص" (Durée Reele) میں کی ہے۔

(۲) چنانچہ ملا محمود نے "شمس البازغہ" (صفحہ ۱۲۵) میں زمانہ کے باب میں مرجوح مذاہب کو اوائل حکماء یونان (قبل سقراطی دور کے مفکرین) کی اپج بتایا ہے اور لکھا ہے:

"کانت لہم فی الزمان قبل نضج الحکمۃ ظنون تبفریط وافراط فالمفرطون فیہ منہم من نفاہ راسا ..... واما المفرطون فمنہم من جعلہ واجباً لامتناع العدم علیہ لذاتہ" شمس بازغہ صفحہ ۱۲۵

اور "نضج حکمت" (حکمت و فلسفہ کی پختگی) ارسطو کے زمانہ میں ہوئی تھی۔

قول دوم اندر زمان:- از حکماء آن گروہ کہ گفتند ہیولیٰ و مکان قدیمان اند و مر زمان را جوہر نہادند ...... و حکیم ایرانشہری(۱) گفتہ است کہ زمان و دہر و مدت نامہائے است کہ معنی آن از یک جواہر است۔ و زمان دلیل علم خدائے است چنان کہ مکان دلیل قدرت خدای است و حرکت دلیل فعل خدای است و جسم دلیل قوت خدای است و ہر یک ازین چہار بے نہایت و قدیم است ..... و قوے کہ محمد زکریا گفت کہ بر اثر ایرانشہری رفتہ است ہمیں است کہ گوید زمان جوہر گزرندہ است،،(۲)

اس کے بعد اس نے ابوبکر زکریا رازی کے قول کی سخافت کی مزید توضیح

"بیان عیبے کہ این سخن محمد زکریا دارد(۳)

کے عنوان سے کی ہے۔

اس کتاب میں حکیم ناصر خسرو رازی کی تو مذمت کرتا ہے۔ مگر اس کے استاد حکیم ابو العباس ایرانشہری کی بڑی مدح سرائی کرتا ہے۔ اگرچہ دونوں کو "اصحاب الہیولیٰ" (Naturalists) میں شمار کرتا ہے اور کہتا ہے:-

"اصحاب ہیولیٰ چوں ایرانشہری و محمد زکریائے رازی و غیر از ایشان گفتند کہ ہیولیٰ جوہرے قدیم است،،(۴)

---

(۱) "حکیم ایرانشہری کے حالات نہیں ملتے البیرونی نے صرف اتنا لکھا ہے کہ اس نے ۲۵۹ھ میں ایک سورج گہن کا مشاہدہ کیا تھا جس میں سورج کا اندرونی حصہ تو گہنا گیا تھا۔ مگر کناروں کا حلقہ روشن رہا تھا۔ چنانچہ وہ "قانون مسعودی" میں لکھتا ہے:

"کسوف الشمس غداۃ یوم الثلاثاء التاسع والعشرین من شہر رمضان سنۃ تسع و خمسین و مائتین للہجرۃ ..... وشاہدہ ابو العباس الایرانشہری و ہو من مدققی المحصلین و ذکر ان جرم القمر توسط جرم الشمس فاستدار النور حولہ من القطعۃ الباقیۃ من الشمس غیر منکسف،، (القانون المسعودی الجزء الثانی صفحہ ۶۴۲)

(۲) زاد المسافرین از حکیم ناصر خسرو صفحہ ۱۱ (۳) ایضاً صفحہ ۱۱۶ (۴) ایضاً صفحہ ۷۳

مگر وہ ایرانشہری کی فکری کاوش کی تعریف کرتا ہے کہ:-

"حکیم ایرانشہری کرمعنیہائے فلسفی را بالفاظ دینی عبارت کردہ است اندر کتاب جلیل وکتاب اثیر وجزآں - مردم را بردین حق وشناخت، توحید لعث کردہ است۔"(۱)

اور رازی کی بڑی شدت سے برائی کرتا ہے کہ اس نے الفاظ و مفاہیم کو مسخ کر دیا ہے:-

"پس از وے محمد زکریا کہ مرقولہائے ایرانشہری را بالفاظ زشت ملحدانہ باز گفتہ است ومعینہائے استاد ومقدم خویش را اندریں معانی بعبارتہائے موحش ومستنکر گزاردہ است"(۲)

آگے چل کر لکھتا ہے:-

"وزشت کردن محمد زکریا مرایں قول نیکو را نہ چنان است کہ گفت است قدیم پنج است کہ ہمیشہ بودند وہمیشہ باشند:-
یکے خدائی ودیگر نفس سہ دیگر ہیولی چہارم مکان پنجم زمان - وزشت گوئے ازاں باشد کہ مرخالق را با مخلوق اندر یک جنس شمرد - تعالی اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیرا"(۳)

(ج) آخری تصریح امام فخرالدین رازی کی ہے جو محمد بن زکریا الرازی کے مذہب کو قدیم "حرنانیت" کی تجدید واحیا بتاتے ہیں - حرنانیہ غالباً صابئہ حران کا نام ہے چنانچہ ابن الندیم فرقۂ مغتسلہ کے بارے میں لکھتا ہے۔

"ھؤلاء القوم کثیرون بنواحی البطائح وھم صابئۃ البطائح"(۴)

(یہ لوگ نواحی بطائح میں بکثرت آباد ہیں اور یہی 'صابئہ البطائح' ہیں

---

(۱) زادالمسافرین صـ۹۸
(۲) ایضاً صفحہ ۹۸
(۳) ایضاً صـ۹۸
(۴) کتاب الفہرست صفحہ ۴۷۷

اور آگے چل کر ان "صابۃ البطائح" کی مزید تحقیق کرتا ہے :۔

"حکایۃ اخری فی امر صابئۃ البطائح :۔ هؤلاء القوم علی مذهب النبط القدیم یعظمون النجوم ولهم امثلۃ واصنام وهم عامۃ الصابئۃ المعروفین بالحرنانیین"(۱)

(حکایت دیگر درباب صابئۃ البطائح : یہ لوگ قدیم نبطیوں کے مذہب کے پیرو ہیں۔ کواکب کی تعظیم کرتے ہیں۔ ان کے یہاں تمثال و اصنام ہوتے ہیں۔ یہی لوگ عام صابئی ہیں جو حرنانیون کے نام سے معروف ہیں)

اس قیاس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ فرقۂ باطنیہ کا پہلا علمبردار محمد بن الحسین زیدان قدما رخمسہ کے اثبات کا دین رکھتا تھا جو امام رازی کے قول کے مطابق عین "حرنانیت" ہے اور امام عبد القاہر بغدادی نے "کتاب الفرق بین الفرق" میں باطنیت کے اہم ماخذوں میں سے ایک اہم ماخذ "حرانی صابئیت" کو بتایا ہے اور اس کے ثبوت میں دلائل دئے ہیں۔ ان میں سب سے اہم دلیل یہ ہے کہ حمدان قرمط جو اگرچہ محمد بن الحسین زیدان اور عبداللہ بن میمون القداح سے متاثر تھا، لیکن اس تحریک کا اہم ترین ستون ہے، جس کی اسلام بیزاری و مسلم آزادی کی رونگٹے کھڑے کردینے والی داستانوں سے تاریخ کے صفحات معمور ہیں، یہ حمدان قرمط حران ہی کا باشندہ تھا۔ چنانچہ امام عبد القاہر بغدادی نے لکھا ہے :۔

"ومنهم من نسب الباطنیۃ الی الصابئین الذین هم بحران واستدل علی ذلک بان حمدان قرمط داعیۃ الباطنیۃ بعد میمون بن دیصان کان من الصابئۃ الحرانیۃ"(۲)

---

(۱) کتاب الفہرست صفحہ ۴۴۲

(۲) الفرق بین الفرق للامام عبد القاہر البغدادی صفحہ ۲۷۷

(اور بعض لوگ باطنی مذہب کو صابئین کی طرف منسوب کرتے ہیں جو حران میں رہتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ حمدان قرمط جو میمون بن دیصان کے بعد اس تحریک کا داعی اعظم تھا ما یہ حران ہی میں سے تھا۔)

تالرزمان کے غیر اسلامی ماخذ: یہ ہیں "اثبات قدماء خمسہ" بالخصوص "تالرزمان" کے ماخذ ثلاثہ، اور تینوں قطعاً غیر اسلامی ہیں۔ خود عہد اسلام میں ان کے قدیم ترین قائلین کے متعلق سنجیدہ اہل الرائے کو الحاد و فکری بیراہ روی کا شکوہ ہے۔ زیدان کو تو ابن الندیم نے کھلا ہوا دشمن بتایا ہے، جس کی زندگی کا مقصد وحید ہی اسلام کی بیخ کنی اور استیصال تھا، چنانچہ وہ اس کے بارے میں لکھتا ہے:۔

"یہ شخص بڑا فلسفی اور علم نجوم کا حاذق تھا نیز کٹر شعوبی بھی تھا جسے اسلامی دولت سے انتہائی بغض و عناد تھا"(۱)

رہا رازی تو اس کے سوء عقائد کے بارے میں قاضی صاعد کی رائے اوپر مذکور ہو چکی ہے۔

لہٰذا اسلام کی بنیادی تعلیم یا بعد کی اسلامی فکر میں اس کی تلاش بے سود ہے۔ البتہ عہد ماقبل اسلام کی ذہنی افکار میں اس کا ماخذ بآسانی دریافت ہو سکتا ہے۔ یہ ماخذ خصوصیت سے آریائی اقوام کی تفکیر میں ملتا ہے۔ اگرچہ کسی طرح ان سے متاثر ہو کر عرب جاہلیہ میں بھی اس عقیدے (تالرزمان) نے اپنے معتقدین پیدا کر لئے تھے۔

عہد قدیم میں آرین قوم کے تین اہم گہوارے تھے: ایران، یونان اور ہندوستان اور "تالرزمان" کا تصور تینوں کے یہاں ملتا ہے اور ان میں بھی خصوصیت سے مجوسی ایران میں۔ چنانچہ مارٹن ہوگ ڈمیشیوس کے حوالے سے ارسطو کے شاگرد ایوڈیموس سے نقل کرتا ہے:

---

(۱) وکان ہذا الرجل متفلسفاً حاذقاً بعلم النجوم شعوبیاً شدید الغیظ من دولۃ الاسلام "
کتاب الفہرست لابن الندیم صفحہ ۲۶۹)

"سب سے پہلا یونانی مصنف جو اس بات کا حوالہ دیتا ہے دمسقیوس ہے۔ وہ اپنی کتاب مبادی اولیہ (صفحہ ۳۸۴) میں لکھتا ہے۔

کہ مجوسی اور تمام دوسری آریائی قومیں، جیسا کہ ایوڈیموس لکھتا ہے، بعض مکان کو اور بعض زمان کو علّت کلیہ (علت اولی) سمجھتی تھیں جس سے اچھے اور نیک دیوتا نیز شریر ارواح پیدا ہوئیں۔" (۱)

زمانہ ہستی ایران میں یوں تو قسام ازل نے اصنام خیالی کے اختراع و تراش کی صلاحیت سبھی آریائی اقوام کی طبائع میں ودیعت فرمائی تھی، مگر "تالہ زمان" کا عقیدہ خصوصیت سے ایران میں پروان چڑھا۔ چنانچہ مارٹن ہوگ نے آریائی اقوام میں سے مجوسیوں کی اس باب میں خصوصیت سے تصریح کی ہے۔ اس سے زیادہ واضح صراحت کرسٹن سین نے نے "ایران بعہد ساسانیان" میں کی ہے۔ وہ لکھتا ہے:۔

"ایک نہایت قدیم ایرانی عقیدے کے مطابق جس کے کچھ دھندلے سے آثار گاتھاؤں میں باقی رہ گئے ہیں، خدائے خیر اور خدائے شر توام بھائی تھے جو زمان نامحدود (زُروان یا زروان) کے بیٹے تھے۔" (۲)

دوسری جگہ وہ اس کی تفصیل میں لکھتا ہے:۔

"اوستا کے باب گاتھا (یاسنا ۳۰۔۳۰) میں روح خیر اور روح شر کے متعلق

---

(1) "The first Greek writer who alludes to it is Damascius. In his book, On Primitive Principle (12th p. 384 ed Kopp) he says. "The Magi and the whole Aryan nations consider, as Eudemos writes, some Space, and others Time as the universal cause out of which the good God as well as the evil spirits were separated." (Martin Haug: Essays on the Sacred Language, Writings and Religion of the Parsis, P. 12).

(۲) ایران بعہد ساسانیان از کرسٹن سین صفحہ ۲۶

لکھا ہے کہ وہ دو ابتدائی روحیں ہیں جن کا نام توآمان اعلیٰ ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ زرتشت نے ایک قدیم تر اصل کو جو ان دونوں روحوں کا باپ ہے' تسلیم کیا ہے۔ ارسطو کے ایک شاگرد اپوڈیموس کی ایک روایت کے مطابق ہخامنشیوں کے زمانہ میں اس خدائے اولین کی نوعیت کے بارے میں بہت اختلاف تھے۔ بعض اس کو مکان (تھواش بزبان اوستائی) سمجھتے تھے اور بعض اس کو زمان (زروان بزبان اوستائی وزُروان یا زَروان بزبان پہلوی) تصور کرتے تھے۔ بالآخر دوسرا عقیدہ غالب آیا اور اس زروانی عقیدہ کو متھرا پرستوں نے بھی اختیار کرلیا ہے(۱) زروانیت (زمانہ پرستی) کو یہ قبولِ عام نصیب ہوا کہ ایک مستقل مذہب کی حیثیت کے علاوہ اُسے نہ صرف "متھرا پرستوں نے بلکہ دوسرے بدعتی مذاہب بالخصوص شیطان پرستوں (انگرمینو یا اہرمن کے ماننے والوں) نے بھی اختیار کرلیا۔(۲)

مگر چوتھی صدی قبل مسیح کے آخر میں ہخامنشی سلطنت (شاہنامہ کے کیانی خاندان کی حکومت) سکندر کے ہاتھوں تباہ و برباد ہوگئی اور پورے ملک میں طوائف الملوکی کا دور دورا شروع ہوا جو تیسری صدی مسیحی تک جاری رہا۔

تیسری صدی مسیحی میں ساسانی خاندان نے ایران میں ایک منظم سلطنت قائم کی۔ انہوں نے قومی اتحاد و یک جہتی اور ملکی استحکام کے پیش نظر "مزدائیت" (متعارف مجوسیت) کو سرکاری اور قومی مذہب بنایا۔ لہٰذا قطرتاً دیگر مذاہب ماند پڑ گئے۔

---

(۱) ایران بعہد ساسانیان از کرسٹن سین صفحہ ۱۹۵-۱۹۶

(۲) ایران بعہد ساسانیان صفحہ ۱۹۵-۱۹۶